اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۱ھ

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ہے ششماہی للعہ سہ ماہی عا

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۵ — مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

چونکہ باوجود علالت طبع کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ اگست خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس لئے ضعف دل کا دورہ ہو گیا۔ حضور نماز پڑھا کر جلد گھر واپس تشریف لے آئے۔ شام کو حضور کو بخار ہو گیا۔ درجہ حرارت ۱۰۰ تھا۔ آج (۲۹ اگست) صبح پونے ننانوے پر ٹمپریچر تھا ٭

مریم صدیقہ بنت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ہنوز سخت بیمار ہے۔ عزیزہ کی بیماری کی وجہ سے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف شملہ سے تشریف لائے ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب و مولوی غلام احمد صاحب ڈیرہ بابا نانک میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ٭

نظم

وہ صدق و راستی کے طلبگار کیا ہوئے

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر)

اے مہ لقا وہ گیسوئے خمدار کیا ہوئے
بازارِ عشق سرد ہے کیوں کیا ستم ہے یہ؟
اُجڑی پڑی ہوئی ہیں محبت کی بستیاں
تھی جن کی اک نگاہ بھی صد درد و غم رُبا
دُنیا کے دل غموم سے کیوں پاش پاش ہیں
تھی جن سے امن و عافیتِ دہر برقرار
دل لیکے ہاتھ صاف کیا تم نے جان پر،
ناقوس بند۔ نعرۂ تکبیر ہے بلند

وہ جاں نثار حلقہ گرفتار کیا ہوئے
وہ جنس دلربا وہ خریدار کیا ہوئے
وہ عاشقانِ وضع پرستار کیا ہوئے
وہ غمگسارِ خلق وہ غمخوار کیا ہوئے
وہ دل نواز و دلبر و دلدار کیا ہوئے
وہ میکدے کہاں ہیں وہ میخوار کیا ہوئے
تم دشمن حیات ہوئے یار کیا ہوئے
اے برہمن وہ قشقہ و زنار کیا ہوئے

دجل و فریب و مکر کے گاہک ہیں سینکڑوں
بدعہدیوں کے ظلم سے نالاں ہے اک جہاں
تھی بیخودی عشق کے دم تک وہ دل لگی
میں کیا بتاؤں تجھکو کہاں ہے وہ بزم عیش
آمادۂ فساد ہیں افواج باطلہ

وہ صدق و راستی کے طلبگار کیا ہوئے
وہ باوفا وہ صادق الاقرار کیا ہوئے
ہم تو بلا میں پھنس گئے ہوشیار کیا ہوئے
مجھ سے نہ پوچھ شب کے طرحدار کیا ہوئے
گوہر بتاؤ حق کے عملدار کیا ہوئے

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

گولڈکوسٹ میں عید الاضحیٰ

تیس ۳۰ نئے احمدی

گورنر اور شاہزادی میری لوئس کو تحائف

۱۳ جون کو گورنر صاحب گولڈکوسٹ مع شاہزادی میری لوئیس کے جو ملک معظم جارج پنجم کی بہن ہیں۔ اور گولڈکوسٹ میں سیر اور شیر وغیرہ کے شکار کے لئے آئی ہیں۔ یہاں سے گذرے۔ میں نے کانفرنس لنڈن والی حضرت صاحب کی تقریر اور تحفہ ویلز ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب بہادر کے توسط سے پیش کئے ان کے ساتھ ہی ایک چٹھی میں انکو خوش آمدید کہکر گولڈکوسٹ میں جماعت کے حالات مختصراً لکھے تھے۔ اور افسران ضلع کی ہر قسم کی امداد کا جو وقتاً فوقتاً وہ مجھے دیتے رہے ہیں۔ شکریہ ادا کیا تھا۔ اس کا حسب ذیل جواب ان کے پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے موصول ہوا ہے:۔

"ڈیر جنابمن! مجھے حضور گورنر صاحب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں آپ کی ۱۳ ماہ حال کی چٹھی اور اس کے ساتھ کی دو کتابوں کے موصول ہونے کی رسید آپ کو دوں۔ یہ کتابیں جناب شاہزادی میری لوئیس کو دیدی گئی ہیں۔ جن کے لئے وہ ہدایت کرتی ہیں کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ ہز ایکسلنسی اس روح کو نہایت قدر سے دیکھتے ہیں۔ جو آپ کے خط سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور آپ کی ہر امر میں کامیابی کے متمنی ہیں"

دستخط پرائیویٹ سکرٹری

عید الاضحیٰ

۲ جولائی جمعرات کے دن اس جگہ عید الاضحیٰ کی نماز ادا کی گئی۔ میں نے حسب دستور سابق موضع ایکرافول میں چار صد مردوں اور عورتوں کے مجمع کے ساتھ نماز ادا کر کے حسب توفیق خطبہ میں حقیقی معنوں میں مسلم بننے اور تقویٰ حاصل کرنے کا وعظ کیا۔

دیگر مقامات پر امام

جیسا کہ گذشتہ سال سے یہ دستور ہو گیا ہے۔ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھانے اور ہر دو عیدوں کے موقعوں پر میں سکول کے چند لڑکوں کو تیار کر کے باہر بھیجدیتا ہوں۔ اس سال بھی ۱۰ مقامات پر امام بھیجے گئے۔ جن کے متعلق رپورٹیں آئی ہیں کہ انہوں نے تسلی بخش کام کیا۔ فالحمد للہ۔

۳۰ نئے احمدی

ایام زیر رپورٹ میں یعنے عید الاضحیٰ سے لے کر آج تک ۳۰ اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔ الحمد للہ۔ ان میں سے ایک اپنے علاقہ کے خودمختار امیر ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو استقامت اور اخلاص عطا فرمائے۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔ اسلامی نام سب کے درج ذیل ہیں۔

(۱) حبیب یونس (۲) یوسف (۳) سعید (۴) یعقوب (۵) سارہ (۶) عائشہ (۷) آمنہ (۸) مریم (۹) فاطمہ (۱۰) مریم (۱۱) عثمان (۱۲) محمد (۱۳) آدم (۱۴) احمد (۱۵) محمد (۱۶) ایوب (۱۷) صدیق (۱۸) یونس (۱۹) عبد اللہ (۲۰) ابراہیم (۲۱) عیسےٰ (۲۲) عیسےٰ (۲۳) محمد (۲۴) عبد الصمد (۲۵) عبد الصمد (۲۶) عبد اللہ (۲۷) آدم (۲۸) آدم (۲۹) ابراہیم (۳۰) سعید

بارہ ۱۲ صفحے کا اخبار

احباب اس پرچہ کا جو بارہ ۱۲ صفحہ پر شائع کیا جاتا ہے۔ آٹھ صفحہ کے پرچہ سے مقابلہ کر کے دیکھیں۔ مضامین کے لحاظ سے کس قدر فرق ہے۔ آٹھ صفحہ کا اخبار نہ صرف احباب کی تشنگی کے مقابلہ میں بالکل ناکافی ہے۔ بلکہ خود ہمارے لئے بھی بہت مشکلات کا باعث ہے۔ نہایت اہم اور ضروری مضامین قلت صفحات کی وجہ سے یا تو بالکل رہ جاتے ہیں یا وقت پر شائع نہیں ہو سکتے۔ پس اگر احباب چاہتے ہیں کہ ہر پرچہ کم از کم بارہ صفحہ پر موجودہ قیمت میں اضافہ کئے بغیر ہی شائع ہو۔ تو اخبار کی اشاعت کے لئے خاص کوشش فرمائیں اور کوئی لکھا پڑھا احمدی ایسا نہ ہو۔ جو اخبار نہ خریدے۔ جس قدر جلد احباب اشاعت بڑھائینگے۔ اتنا ہی جلدی اخبار بارہ صفحہ پر کر دیا جائے گا۔

مدرسہ احمدیہ سالٹ پانڈ

آج کل سکول موسمی تعطیلات کے لئے ایک مہینہ کے واسطے بند ہے۔ احباب نے ریویو آف ریلیجنز انگریزی بابت ماہ جون میں بچوں کا فوٹو دیکھا ہوگا۔ ان سب کے واسطے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم ان سب کو نیک اور خادم اسلام بنائے۔

قدیم شاہ اشانٹی

گولڈکوسٹ کے شمال میں ایک علاقہ اشانٹی کے نام سے موسوم ہے۔ جسے ۱۸۹۶ء میں انگریزوں نے کلیتہً فتح کر کے اپنے زیر کر لیا تھا۔ اور وہاں کے بادشاہ King Prompeh کو جو ایک نہایت ہی بہادر اور جنگجو قوم کا بہادر اور شجاع بادشاہ تھا۔ جلاوطن کر دیا تھا۔ اب ۲۸ سال کی جلاوطنی کے بعد انہیں واپس اشانٹی میں لایا گیا ہے۔ جب وہ گئے تھے تو پورے بت پرست تھے لیکن جہاں انکو ایام جلاوطنی میں رہنا پڑا۔ نئی روشنی کے اثر میں آکر عیسائی ہو گئے۔ یہاں پہنچتے ہی انہوں نے اپنے متعلقین کو جمع کر کے عیسائیت کا پیغام دیا۔

میں نے ایک نہایت مفصل خط انکو لکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور قبولیت اسلام کا پیغام دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

خاکسار
فضل الرحمٰن حکیم
۱۷ جولائی ۱۹۲۵ء

شکریہ احباب

میرے عزیز بھائی کی وفات پر مقامی اصحاب نے زبانی اور بیرونی احباب نے تحریری طور پر جس ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس کا میں بہت ہی ممنون ہوں۔ چونکہ میں ابھی اس قابل نہیں ہوں کہ فرداً فرداً جواب دے سکوں۔ اس لئے بذریعہ اخبار سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاصکر احمدیان ہانگ کانگ کا جنہوں نے میرے بھائی کی اپنے ہاتھوں تجہیز و تکفین کی۔ اور آخری وقت کے حالات سے مجھے آگاہ کیا۔

چونکہ یہ صدمہ میرے لئے نہایت ہی جانگسل ہے اور اب میری

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دارالامان ۔ یکم ستمبر ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے

حامیانِ قتلِ مُرتد کے دلائل پر نظر،

آزادیٔ ضمیر پر مخالفین کی جرح،

(نمبر ۲۶)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے کے قلم سے)

مولوی شبیر احمد صاحب دیو بندی کی چوٹی کی دلیل کا فیصلہ کرنے کے بعد میں حامیان قتلِ مرتد کے بعض اور بڑے بڑے ادلّہ کو لیتا ہوں ۔ جن کا تعلق ان آیات سے ہے، جن کو میں عدم قتل مرتد کی تائید میں اوپر لکھ چکا ہوں ۔ ان تمام بزرگوں نے جنھوں نے اسوقت قتل مرتد کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے آزادی ضمیر کے سوال پر بہت لے دے کی ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ انکی جرح پر بھی ایک نظر کیجائے ۔ سب سے بڑی جرح جو آزادی ضمیر کے اصول پر کی گئی ہے ۔ یہ ہے کہ اگر اسکو صحیح تسلیم کیا جائے ۔ تو پھر کسی شریعت کی ضرورت قائم نہیں رہتی ۔ ہر ایک شخص آزاد ہے ۔ جو چاہے کرے ۔ کسی سے کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی آیہ کریمہ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر ۔ اور اسی مضمون کی دوسری آیات پیش کردہ مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر کا مریڈ پر جرح کرتے ہوئے مولوی ظفر علی خان صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

" اگر اسے تھوڑی دیر کے لئے صحیح اور درست مان لیا جائے ۔ تو پھر شریعت کا کوئی قانون ۔ کوئی قید ۔ کوئی حد اور کوئی حکم بھی اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتا ۔ اور وہ سارا مجموعہ قوانین و ضوابط چشم زدن میں پارہ پارہ ہو جاتا ہے جسے کائنات انسانیت کی بہبودی کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے "

پھر لکھتے ہیں :۔

" اگر لا اکراہ فی الدین کا مطلب یہی ہے کہ ہر شخص جو چاہے کہے ۔ جو چاہے کرے اور جو چاہے بکے ۔ تو پھر آپ کے نزدیک شارب پر حد جاری کرنے کے لئے کونسی دلیل ہے ۔ زانی کو کیونکر تازیانے لگائے جا سکتے ہیں یا سنگسار کیا جا سکتا ہے "

بعینہ یہی جرح دوسرے مولوی صاحبان نے بھی کی ہے ان اصحاب کی یہ جرح صاف بتا رہی ہے ۔ کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں ہے ۔ اسی لئے اضطراراً انہیں یہ غیر معقول طریق اختیار کرنا ۔

جن ناظرین کو حق جوئی سے کوئی غرض نہیں ہوتی ۔ صرف عوام کو دھوکا دینا مقصود ہوتا ہے ۔ ان کا یہ طریق ہوتا ہے کہ جب فریق ثانی کی دلیل کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا ۔ تو وہ یہ چال چلتے ہیں کہ اس دلیل کو ایک غلط اور غیر معقول پیرایہ میں پیش کر کے پھر اسپر جرح کرنی شروع کر دیتے ہیں ۔ اور اس طرح ایک طرف اپنے عجز اور لاجوابی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف عوام الناس کو خوش کر دیتے ہیں ۔ بعینہ یہی ہوشیاری کا طریق اس موقعہ پر استعمال کیا گیا ہے ۔ آیات کے اصل مفہوم کو جس مفہوم میں فریق ثانی نے انکو پیش کیا تھا ۔ بالکل نظر انداز کر کے اپنی طرف سے ایک ایسا مفہوم ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے ۔ جو پیش کرنے والوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اور پھر اسپر ہنسی اڑائی گئی ہے ۔

مثلاً جس مفہوم میں مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے آیت لا اکراہ فی الدین کو پیش کیا ہے ۔ وہ خود اس اقتباس سے ظاہر ہے ۔ جو مولوی ظفر علیخان صاحب نے اپنے مضمون کے دوران میں ایک موقعہ پر اخبار ہمدرد سے لیا ہے اور وہ اقتباس یہ ہے ۔ مولوی ظفر علیخان صاحب لکھتے ہیں :۔

" ہمدرد لا اکراہ فی الدین کی تفسیر کے سلسلہ میں حافظ ابن کثیر کا یہ قول نقل کرتا ہے کہ لا تکرھوا علی الدخول فی الاسلام (یعنی کسی شخص کو جبراً مسلمان نہ بناؤ) ۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے ۔

جب جبر کے ذریعہ سے مسلمان بنایا نہیں جا سکتا ۔ تو مسلمان رکھنے کے لئے جبر کا کیوں حکم دیا جا سکتا ہے ؟ "

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ آیہ کریمہ لا اکراہ فی الدین کو کس مفہوم میں پیش کیا گیا ۔ اور اسکے کیا معنے لئے گئے ۔ وہ معنے صاف یہ ہیں ۔ کہ کسی پر دین میں داخل ہونے کے لئے جبر نہیں کرنا چاہیئے ۔ اب اپنی طرف سے لا اکراہ فی الدین کے ایک معنے بنانا اور پھر ان معنوں پر اعتراض کرنا طریق انصاف نہیں ہے ۔ اگر آیت کے پیش کرنے والے نے ایسے معنوں میں اس آیت کو پیش کیا تھا ۔ جن پر کوئی اعتراض پڑ سکتا تھا تو بے شک مجیب کا حق تھا کہ ان معنوں پر جرح کرتا نہ یہ کہ اپنی طرف سے خود ہی آیت پیش کردہ کے عجیب و غریب معنے تجویز کرے ۔ اور پھران معنوں پر اعتراض جڑنے شروع کر دئے ۔ کسی نے آیت لا اکراہ فی الدین کے یہ معنے نہیں کئے ۔ کہ ہر ایک شخص کو اجازت ہے ۔ جو چاہے کرے ۔ اور جو چاہے بکے ۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی یعنے ہر ایک کو اختیار ہے ۔ خواہ چوری کرے ۔ خواہ زنا کرے ۔ خواہ ڈاکہ مارے ۔ خواہ قتل کرے ۔ اسپر کوئی گرفت نہیں ہوگی ۔ کبھی کسی نے لا اکراہ فی الدین کے ایسے معنے نہیں کئے ۔ اور نہ اس بحث میں لا اکراہ فی الدین کو ایسے معنوں میں پیش کیا گیا ۔ نہ اس سے کوئی ایسا استدلال کیا گیا جس سے یہ معنے لازم آتے ہوں ۔ مسلمان تو الگ رہے کبھی کسی دشمن اسلام نے لا اکراہ فی الدین کے ایسے معنے نہیں کئے ۔ پھر یہ کیسی بے انصافی اور کس قدر ظلم ہے کہ بغیر اسکے کہ عدم قتل مرتد کے حامیوں کی طرف سے اس آیت کے یہ معنے کئے گئے ہوں یا کوئی استدلال کیا گیا ہو ۔ جو ایسے معنوں کا مستلزم ہو ۔ خود ہی ایک نہایت نامعقول معنے فرض کر کے ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی جائے اس سے تو سوائے اسکے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ مخاطبین کو کوئی جواب نہیں آیا ۔ اس لئے یہ راہ اختیار کی

مولوی صاحبان کی جرح کے لئے دو ہی وجوہ ہو سکتی تھیں یا تو اس آیت کریمہ کی طرف کوئی غلط اور بے ہودہ مفہوم

منسوب کرتے۔ اور مولوی صاحبان کو یہ ضرورت پیش آتی۔ کہ ہمارے پیش کردہ مفہوم کی غلطی ثابت کرنے کے لئے اسپر جرح کرتے یا خود آیت کے الفاظ ایسے واقع ہوتے کہ ان سے کوئی غلط مفہوم پیدا ہوتا۔ اس صورت میں جرح کرنا کسی زید وبکر پر جرح نہیں ہوگی۔ بلکہ خود آیت پر جرح ہوگی۔ اور اسی کی تردید ہوگی۔ اب مولوی ظفر علیخان صاحب فرمادیں کہ ان کی جرح کس پر ہے۔ عدم قتل مرتد کے قائلین پر یا خود آیہ کریمہ پر۔ عدم قتل مرتد کے قائلین پر تو یہ جرح نہیں ہوسکتی کیونکہ انہوں نے کبھی اس آیہ کریمہ کی طرف وہ معنے منسوب ہی نہیں کئے۔ جن پر مولوی صاحب اور ان کے ہم نوا، علمار نے جرح کی ہے۔ پس ان کی جرح سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے۔ تو یہی کہ ان کے نزدیک خود آیت ہی قابل اعتراض ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا کام کلام الٰہی کی حمایت کرنا ہے۔ اور ان اعتراضات کی تردید کرنا جو قرآن شریف کی کسی آیت پر کئے جائیں۔ خواہ دشمنان اسلام کی طرف سے یا اسلام کے نادان دوستوں اور دوست نما دشمنوں کی طرف سے اور اس مضمون کے لکھنے کی بھی سوائے اسکے اور کوئی غرض نہیں کہ اسلام کو اس الزام سے جو قتل مرتد کے فتوے سے اسپر عائد ہوتا ہے۔ بری ثابت کیا جائے۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ میں آیت لا اکراہ فی الدّین اور اس مضمون کی دوسری پیش کردہ آیات کو جن کی بناء پر مولوی ظفر علیخان صاحب اور دوسرے لوگوں نے یہ جرح کی ہے۔ اس مفہوم سے پاک ثابت کردوں۔ جو ان پر تھوپا گیا ہے۔ اور یہ دکھاؤں کہ یہ مفہوم مولوی صاحبان کی اپنی ایجاد ہے۔ قرآن شریف کے الفاظ اس مفہوم کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ مولوی ظفر علیخان صاحب نے مندرجہ ذیل آیات نقل کی ہیں۔ جن پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے متذکرہ بالا جرح کی ہے:۔

(۱) ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعاً افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین۔

(۲) قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔

(۳) لا اکراہ فی الدّین قد تبیّن الرشد من الغی۔

اب ان تینوں آیتوں میں سے ایک آیت کا بھی یہ مفہوم نہیں ہوسکتا۔ کہ انسان کو اختیار ہے۔ خواہ چوری کرے یا زنا کرے۔ یا کسی کو قتل کرے۔ اس سے اس دنیا میں کوئی باز پرس نہیں ہونی چاہیئے۔ ان تینوں آیات میں صرف ایمان اور کفر کا سوال ہے۔ یعنے ایمان لانے کے لئے کسی پر جبر و اکراہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ حق اور باطل کھول کر بیان کردیں۔ ہمارا یہ کام نہیں۔ کہ لوگوں کو مجبور کریں۔ کہ وہ ضرور ایمان لے آئیں۔ ایک ایک آیت کو دیکھو۔ پہلی آیت میں صرف ایمان کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین۔ یعنے کیا تو لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اسی طرح دوسری آیت میں بھی صرف ایمان وکفر ہی کا ذکر ہے۔ یعنی یہ فرماتا ہے۔ فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یہ نہیں فرمایا۔ فمن شاء فلیسرق ومن شاء فلیزن۔ وغیرہ۔ یعنے جو چاہے چوری کرے جو چاہے زنا کاری کرے۔ مگر جب اس آیت سے استدلال کیا گیا۔ کہ یہ آیت اجازت نہیں دیتی کہ ارتداد کی سزا قتل ہو۔ تو اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ اگر تمہارا اصول صحیح سمجھا جائے۔ تو ہر ایک کو آزادی ہونی چاہیئے۔ خواہ چوری کرے۔ خواہ ڈاکہ مارے اور کسی سے کوئی باز پرس نہیں ہونی چاہیئے۔ کیا یہ جواب درست ہے؟ کیا اس آیت سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہر ایک قسم کے جرم کی اجازت دے دی گئی ہے۔ یا کیا عدم قتل مرتد کے قائلین میں سے کسی نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ بغیر باز پرس کے ہر ایک شخص اختیار رکھتا ہے۔ جو چاہے کرے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو پھر کیوں یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ اگر تمہارے استدلال کو درست مان لیا جائے۔ تو پھر شریعت کی ضرورت ہی نہیں۔ اور اسلامی قوانین وضوابط کا تمام مجموعہ چشم زدن میں پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ ہماری سمجھ سے تو یہ بالاتر ہے کہ فمن شاء فلیکفر ومن شاء فلیومن کے اصول کو صحیح تسلیم کرنے سے کس طرح وہ سارا مجموعہ قوانین وضوابط چشم زدن میں پارہ پارہ ہو جاتا ہے جسے کائنات انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں لائے؟ مولوی صاحب محض لفاظی سے تو کوئی بات ثابت نہیں ہو جاتی اگر آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ تو پیش کرو۔ ورنہ خالی انشاء پردازی سے کیا فائدہ۔ بحث بھی ایمان وکفر کے متعلق تھی۔ آیات پیش کردہ میں بھی صرف ایمان وکفر کا ہی ذکر ہے۔ اور استدلال بھی صرف ایمان وکفر کے متعلق کیا گیا۔ پھر جرائم کا سوال کس طرح پیدا ہو گیا۔ اور اس سوال کو اٹھا کر آپ اصل دلیل کی چوٹ سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔

اسی طرح تیسری آیت میں بھی یعنے آیت لا اکراہ فی الدّین قد تبیّن الرشد من الغی میں بھی جرائم کا ذکر نہیں محض ہدایت اور گمراہی یعنے ایمان اور کفر کا ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اب ہدایت اور گمراہی کھلے طور پر قرآن شریف میں بیان کر دئے گئے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے۔ چاہے گمراہی اختیار کرے۔ چاہے ہدایت کو قبول کرے۔ جبر و اکراہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہاں بھی یہ نہیں کہا گیا۔ کہ جو شخص چاہے چوری کرے۔ اور جو شخص چاہے۔ ڈاکہ زنی کرے۔ کوئی روک تھام نہ کی جائے۔ اور نہ اس آیت کے پیش کرنے والے نے اس سے کوئی ایسا استدلال کیا ہے پھر معلوم نہیں کہ مولوی ظفر علی خان صاحب اور اُن کے رفقاء نے ایسا نتیجہ کہاں سے نکال لیا۔

نیز یہ امر بھی قابل نوٹ ہے۔ کہ مولوی صاحبان نے یہ تو اعتراض کیا ہے کہ اگر ان آیات کے وہ معنے لئے جائیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے کئے ہیں۔ تو اس سے فلاں فلاں قباحت لازم آتی ہے۔ لیکن خود کوئی ایسے صحیح معنے پیش نہیں کئے۔ جن سے یہ قباحتیں لازم نہ آئیں۔ اگر ایڈیٹر صاحب کامریڈ کی تشریح غلط تھی تو چاہیئے تھا کہ اُس کی جگہ کوئی تشریح پیش کی جاتی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ صحیح تشریح وہی تھی۔ جو پیش کی گئی تھی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مولوی ظفر علی خان صاحب اور دیگر مولوی صاحبان ان آیات کو جن میں دین میں جبر کرنے کی ممانعت پائی جاتی ہے۔ یہ کہکر ٹال نہیں سکتے کہ اگر اس اصول پر عمل کیا جائے۔ تو تمام شریعت باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ان آیات کا تعلق صرف ایمان اور کفر سے ہے۔ اور یہی مسئلہ زیر بحث ہے ان آیات میں یہ کہیں اشارہ نہیں کیا گیا۔ کہ ہر ایک انسان جرائم کے متعلق بھی آزاد ہے۔ اور نہ ان آیات کے پیش کرنے والوں نے ان آیات سے کوئی استدلال کیا ہے

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ نہ تو قرآن شریف کی کسی آیت سے جو آزادی ضمیر کے متعلق ہے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ انسان کو مطلق العنان بنا دیا گیا ہے جو چاہے کرے۔ یہاں تک کہ جرائم کے ارتکاب کے لئے بھی اسے آزادی حاصل ہے۔

اور نہ عرف میں آزادیٔ ضمیر کے یہ معنے سمجھے جاتے ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور قول میں آزاد ہے۔ اور اسے اختیار ہے جس کو چاہے۔ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ سے دکھ دے۔ جس کا چاہے حق دبا لے۔ اور جس کی چاہے عزت اتار دے۔ اور جس پر چاہے حملہ کرے۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب کو یہ دعویٰ ہے کہ آزادیٔ ضمیر کا خیال مغرب سے مستعار لیا گیا ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم میں اس کا کوئی نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ اب مولوی صاحب بتائیں۔ کہ مغرب میں آزادیٔ ضمیر کے کیا معنے سمجھے جاتے ہیں۔ کیا مغرب کی قوموں نے ضوابط اور قوانین کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور کیا جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائیں نہیں دی جاتیں۔ کیا مغرب میں لوگوں کے حقوق کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ ہاں مغرب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو اجازت ہے۔ کہ جو چاہے عقیدہ رکھے۔ جس مذہب کو چاہے قبول کرے۔ اور جس مذہب کو چاہے ترک کرے۔ ایسے امور میں کوئی گورنمنٹ مداخلت نہیں کرتی۔ اس کا نام مذہبی آزادی ہے۔ اور یہی مذہبی آزادی ہے۔ جس کو قرآن شریف قائم کرتا ہے۔ اور یہی سوال اس وقت زیر بحث تھا۔ لیکن اس بحث میں مولوی ظفر علی خاں صاحب اور دیگر مجیبین نے آزادیٔ ضمیر کے صحیح مفہوم کو جو قرآن شریف کی آیات سے سمجھا جاتا ہے۔ اور جس کی عرفِ عام تصدیق کرتا ہے نظر انداز کر کے ایک غلط مفہوم ان لفظوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور پھر اس غلط مفہوم کی بنا پر اعتراضات قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جو نہایت ہی غیر منصفانہ طریق ہے اور دیانتداری کے اصول سے بہت بعید ہے۔ جب آزادیٔ ضمیر کے معنے نہ عرف میں یہ سمجھے جاتے ہیں۔ کہ انسان دوسروں کو نقصان پہنچانے اور جرائم کا ارتکاب کرنے کے لئے مجاز ہے۔ اور نہ قرآن شریف کی پیش کردہ آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور نہ ہی موجودہ بحث میں ایسا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر نہیں معلوم مولوی صاحبان نے کیوں ایسا کیا۔ کہ پہلے آزادیٔ ضمیر کا ایک غلط مفہوم اپنی طرف سے تجویز کیا۔ اور پھر اس پر جرح کرنی شروع کر دی۔ کیا یہی احقاقِ حق کا طریق ہے۔ اور کیا یہی دیانتدارانہ طریق بحث ہے ۔

لطیفہ خانم کو طلاق

غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے لطیفہ خانم کو طلاق دینے کا اعلان ہونے پر حسب عادت مسلمان اخبارات نے خاتون موصوفہ میں عیب نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ انہوں نے امور سلطنت میں بے جا دخل دینا شروع کر دیا تھا۔ اور غازی موصوف ان کے مقابلہ میں بالکل عاجز تھے۔ اسلئے طلاق دیکر انہوں نے جان چھڑائی ہے۔ کوئی لکھتا ہے۔ "جن م

مسلمانوں کی بدنظمی کا باعث ناظم جمیعۃ العلماء

اخبار "ریاست" نے "جمیعۃ العلماء ہند" کو مہتمم فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں کوئی خدمت نہ کرنے کا مجرم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں بتایا جا چکا ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"مرکزی تبلیغی نظام کی تباہی اور مسلمانوں میں انتشار اور بدنظمی کا اصل سبب ناظم صاحب کی ذات والا صفات ہے۔ ہماری رائے میں جب تک جمیعۃ العلماء کے سیاہ و سفید کرنے کے مالک ناظم صاحب یا ان کے چند خوشامدی لوگ رہیں گے۔ اس وقت تک جمیعۃ العلماء جیسی مفید اور مقدس جماعت کا خاطر خواہ اثر و اقتدار مسلمانوں میں قائم نہ ہوگا۔ بلکہ ناظم صاحب کی خودرائی اور طفلانہ حرکات سے مسلمانوں میں جمیعۃ سے بددلی پیدا ہونے کا قوی خطرہ ہے۔"

(ریاست ۲۰ اگست)

جس جمیعۃ کے ناظم صاحب کے یہ صفات ہوں۔ اور جس میں ان کے خوشامدی موجود ہوں۔ اسے "مفید اور مقدس" کہنا اگر تمسخر نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا "ریاست" نے اسی جمیعۃ العلماء کو آل مسلم پارٹیز میں شامل کرنے کے لئے یہ لکھا تھا۔

"ہماری رائے میں اس کے لئے مقدم اور ضروری امر یہ ہے۔ کہ علماء کرام کو علی الاعلان جلد شریک کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں جو غلط فہمی مرزائیوں کی شرکت اور علماء کی علیحدگی سے پیدا ہو گئی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔"

(ریاست ۱۵ اگست)

"ریاست" کو اگر ناظم صاحب جمیعۃ العلماء سے کوئی خاص ناراضگی نہیں۔ تو اسے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جمیعۃ العلماء ہمہ خانہ آفتاب است کی مصداق ہے۔ اور یہ سارے علماء ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ۔

زمیندار کی بزدلی اور دھوکہ دہی

ان دنوں "زمیندار" حافظ محمد احمد خاں صاحب کی خاطر جنہیں "زمیندار" کا ایڈیٹر بتا کر دو سال کے لئے جیل بھجوا چکا ہے۔ دست سوال دراز کر رہا ہے۔ کیونکہ جب تک ان کی تین سو جرمانہ کی رقم ادا نہ ہوگی۔ اس وقت تک دو سال پورے ہونے کے بعد بھی وہ رہا نہ ہو سکیں گے ان حافظ صاحب کی تعریف زمیندار (۱۵ اگست) ہی کے الفاظ میں یہ ہے :-

"حافظ محمد احمد خاں بالکل نابینا ہیں۔ اور بہت مفلس آدمی ہیں۔ قید سے قبل لاہور کی کسی مسجد میں گذر اوقات کرتے تھے۔ تا آنکہ زمیندار کے مدیر مسئول مقرر ہو گئے۔"

کیا ایسے شخص کو "زمیندار" کا مدیر مسئول "مقرر کرنا صریح دھوکہ دہی نہیں تھی۔ جو محض اس لئے کی گئی۔ کہ ضرورت کے وقت نابینا حافظ کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور "کرے کوئی اور بھرے کوئی" کی مثال تازہ کر دی گئی ۔

اب بھی "زمیندار" نے اپنا "مدیر مسئول" اسی رنگ کا بنا رکھا ہے۔ یہ نہ صرف شرمناک دھوکہ دہی ہے۔ بلکہ حد درجہ کی بزدلی بھی ہے۔ جو قانونی گرفت سے بچنے کے لئے اختیار کی گئی ہے۔ گیا "زمیندار" کو اپنی اور مولوی ظفر علی خاں صاحب کی اسی بہادری اور شجاعت پر ناز ہے۔

نجدیوں کے خلاف شکایات

مکہ معظمہ میں سلطان ابن سعود کی فوج کی جن زیادتیوں کا ذکر پہلے کیا جاتا اور حامیان سلطان ان کی بڑے زور سے تردید کرتے تھے۔ ان کی تصدیق خلافت کمیٹی اور جمیعۃ العلماء کے ان نمائندوں کے بیانات سے ہو گئی ہے جو امسال حاجیوں کے ساتھ بطور نگران گئے تھے۔ ان کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ طائف اور مکہ معظمہ میں بعض مزارات کے قبے اتار دیئے گئے۔ اور بعض قبریں مسمار کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعض مسجدیں بھی گرا دی گئی ہیں۔ سلطان ابن سعود نے بذات خود ان باتوں کا اعتراف کیا۔ اور اس بات کا اقرار کیا۔ کہ اگر مؤتمر اسلامی نے جسے وہ جنگ کے بعد منعقد کریں گے۔ ان کے جواز کا فتویٰ دیدیا۔ تو وہ دوبارہ ان کو بنوا دیں گے اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ مدینہ منورہ فتح ہونے پر اس قسم کی کوئی حرکت نہ کی جائے گی۔ حالانکہ تازہ ترین خبر مظہر ہے۔ کہ نجدیوں کی گولہ باری سے نہایت مقدس مقامات مسمار ہو رہے ہیں۔ ان باتوں سے عام مسلمانان ہند میں بے چینی پھیل گئی ہے اس لئے مولانا شوکت علی صاحب اور مولوی عبد الباری صاحب نے جلد سے جلد مسمار شدہ مقامات کے تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا ہے ۔

ہمارے نزدیک نجدیوں کی یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ انہیں بزور اس قسم کی اصلاحات کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں ان کے متعلق جو ہمدردی پیدا ہوئی تھی وہ نہ رہے گی ۔

"سیاست" کا مشار الیہ کون ہے

اخبار "سیاست" نے اپنے ۱۸ راگست کے پرچہ میں چند باتیں اشاروں اشاروں میں لکھی ہیں۔ لیکن سمجھنے والے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ان میں کس ذات والا صفات کی طرف اشارہ ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"کچھ عرصہ ہوا۔ کامریڈ کے فاضل ایڈیٹر صاحب نے قتل مرتد پر کچھ شاعری فرمائی تھی لیکن مسلمان اسے غلط سمجھتے تھے اس لئے لاہور سے ایک پرجوش مسلمان نے مسلسل چند مضامین لکھ کر جواب دیا۔

مضمون کا مقصد بتایا جاتا تھا۔ کہ یہ کسی ذاتی مخالفت کی وجہ سے نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ دہریت اور ارتداد کے بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے اور نئی روشنی کے مسلمانوں کی رہنمائی اور مرزائی کی عیاری کا تار و پود بکھیرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مسلمان بھی خوش ہوئے۔ کہ ابھی اسلام کا صحیح نقطہ نظر پیش کرنے والے مسلمان بھی موجود ہیں۔

لیکن آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں علماء کرام کے ساتھ گستاخانہ سلوک اور ان کے مقابلہ میں مرزائیوں کی شرکت کے بعد ان پرجوش بزرگوں کی خاموشی "خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید" کے مصداق ہے۔

اگر پہلے صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کی وجہ سے صحیح اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنا مناسب سمجھا گیا تھا۔ تو آج صحیح اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے سے کیا امر مانع ہے۔ اس وقت بھی قتل مرتد کے متعلق فتویٰ دینے والے اور مرزائیوں کو مرتد سمجھنے والے یہی علما تھے۔ اور آج بھی یہی علماء ہیں۔

دروغ برگردن راوی افواہ ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس (لاہور) کی چائے کی چند پیالیاں اور چند کیک جوش کے بڑے بڑے طوفانوں کو سرد کر سکتے ہیں۔ اور چند دیرینہ سال پیروں کی نگاہ غلط انداز بڑے بڑے جوشیلے مولاناؤں کو مسحور اور خاموش کرنے کے لئے کافی ہے"

یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کامریڈ کے خلاف اور قتل مرتد کی تائید میں مولوی ظفر علی خاں صاحب نے مسلسل مضامین لکھے تھے۔ جن کے متعلق "تنظیم" نے یہ انکشاف کیا تھا۔ کہ اخبار ہمدرد کو نقصان پہنچانے کے لئے لکھے گئے تھے۔ حالانکہ.....

مولوی محمد علی صاحب وہ انسان ہیں۔ کہ جب زمیندار پر ۵ ہزار کی ڈگری ہوئی۔ تو نہ صرف انہوں نے اس کی امداد کے لئے اپیل کی۔ بلکہ اپنی جیب سے نقد امداد بھی دی

پھر مولوی ظفر علی خاں صاحب کا یہ اعلان بھی اخبار زمیندار

چودھویں صدی کے مولوی

یہ الگ بات ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے مخالفین ضد اور تعصب کی وجہ سے اس زمانہ کے مولویوں کی بے جا تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہیں۔ لیکن جب وہ ان کے اعمال اور افعال پر نظر کرتے ہیں۔ تو بے اختیار انہیں مورد لعنت و ملامت بنانے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ زمیندار (۲۸ر جون) لکھتا ہے۔

"ہم مسلمانوں کی اصل تباہی کا ذمہ دار ان قل اعوذی ملاؤں کو سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں داعیان حق و صداقت کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے اپنی تنگ دلی کا ثبوت دیا ہے"

احمدیوں کو کافر اور مرتد قرار دینے والے یہ الفاظ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ خاص کر دیوبندی جو آریوں اور عیسائیوں سے بھی احمدیوں کو بدتر قرار دیتے ہیں۔ اور خود مولوی ظفر علی خاں صاحب جو احمدیوں کی کم از کم سزا قتل سمجھتے ہیں۔

رسالہ بلاغ امرتسر ماہ جون لکھتا ہے:-

"ایک وہ وقت تھا۔ کہ مسلمان علماء کے دلوں پر خشیت الٰہی غالب تھی۔ اور تفرقہ اندازی سے ترساں و لرزاں تھے۔ اس وقت رحمت الٰہی اسلام کو یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً کا مصداق ثابت کر رہی تھی۔ اور ایک یہ وقت ہے۔ کہ علماء کو اگر بزعم خود کوئی بہتری کی بات سوجھتی ہے۔ تو وہ مسلمانوں کی تکفیر کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی۔ اور ایسے فتوے لگاتے ہیں۔ جو نہ (معاذ اللّٰہ) خدا کو کبھی سوجھے اور نہ رسول خدا کو۔ یعنی ایک شخص کو ایسا کافر قرار دینا جس کی سزا موت ہو۔ اور موت بھی بے رحمی کی موت۔ دوسرے پر اس کی بیوی کو مطلقہ ٹھہرانا۔ اور اس طلاق میں مشروع اور معقول عدت کو بھی اڑا دینا جس کی قرارداد قرآن حکیم میں بصراحت موجود ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ جو شخص آج کافر گردانا ہوا ہے۔ کل کو وہ خود کافر بنایا جا رہا ہے۔ کافر گری گو مرض تو نیا نہیں۔ لیکن وبائی شکل اس نے انہی دنوں میں اختیار کی ہے"

اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب احمدیوں کو مرتد قرار دے کر واجب القتل بتاتے ہی رہے تھے۔ کہ حزب الاحناف نے ان پر کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ اور ان کی بیگم صاحبہ کو مطلقہ قرار دے کر بلا عدت دوسرا نکاح کر لینے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس طرح انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس وقت نہ انہیں علماء کا مذہبی احترام یاد رہا۔ اور نہ ان کے

فتویٰ کو واجب العمل سمجھا۔ بلکہ الٹے ان کے گلے کا ہار ہو گئے۔ اور وہ وہ خرافات شائع کیں۔ جو اس شوم من تحت ادیم السماء مخلوق کی شایاں شان تھیں۔

اسی طرح ایڈیٹر صاحب اہل فقہ امرتسر کی تعریف بالفاظ "زمیندار" (۱۸ر جون) یہ ہے:-

"کسی مشہور و معروف پیر ساکن کشمیر نے ایک دفعہ استنجے کے ڈھیلے پر نفخ روح جو کیا۔ تو کرہ ارض کی انسانی آبادی میں ایک راس پست قد انسان کا اضافہ ہو گیا"

زمیندار نے ان الفاظ میں اپنی جس تہذیب کا ثبوت دیا ہے وہ ظاہر ہے۔ مگر وہ بیچارہ بھی کیا کرے۔ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے۔ وہی نکلتا ہے۔

اسی سلسلہ میں بریلویوں وغیرہ کے متعلق "زمیندار" کا استفتاء بھی سن لیجئے۔ لکھتا ہے:-

"کہتے ہیں۔ قرب قیامت میں ایک جانور دابۃ الارض کا ظہور ہو گا۔ جو لوگوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کافروں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیگا۔ لامحالہ آج کل کے ایام نحوست انجام قرب قیامت ہی کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ کافر گران لاہور و بریلی ایسے دابۃ الارض جانوروں کا ظہور برابر ہو رہا ہے۔ کیا فرماتے ہیں منتظرین قیامت اس مسئلہ میں کہ آیا ان مقدس چوپاؤں کو قیامت کا ڈھنڈورچی تسلیم کر لیا جائے۔ یا نہیں۔ بینوا و توجروا"

کیا ان مقدس چوپاؤں میں دیوبندی بھی شامل ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟ وہ کافر گری میں کس سے پیچھے ہیں۔ کہ انہیں علیحدہ رکھا جائے

شائد یہ تو کسی کو معلوم نہ ہو۔ کہ ہندوؤں میں گائے کو "ماتا" قرار دینے والا کون تھا۔ لیکن اگر مسلمانوں میں "بھینس" کو "ماں" کہنے کا رواج پڑ گیا۔ تو اس کا کریڈٹ مولوی ثناء اللہ صاحب کو ملیگا۔ جنہوں نے اپنے "ثبوت" کی طرف سے حسب ذیل اعلان اپنے اخبار "اہلحدیث" (۱۹ر جون) میں کیا ہے

"امرتسر میں آج کل حیوانات خصوصاً گائے بھینس میں وبا بہت تیز ہے۔ اسی وبا میں ہماری دودھ ماں (بھینس) مر گئی۔ انا للّٰہ۔ عطا اللّٰہ بخیر"

اس بارے میں تو کوئی شکایت نہیں۔ کہ ابن ثناء اللہ نے حیوانوں میں سے بھینس کو "دودھ ماں" بنا لیا۔ البتہ اتنا دریافت کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ اس حیوان سے جو ان کی "دودھ ماں" کو دودھ دینے والی بناتا ہے۔ اپنا کیا رشتہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ جانتے ہی ہیں۔ اس کے بغیر انکی "دودھ ماں" دودھ دینے کے قابل نہیں ہو سکتی۔

پھر وہ یہ بھی بتا دیں۔ کہ اگر سواری کے لئے گھوڑی یا گھوڑا رکھیں تو کیا اسے بھی "سواری کی ماں" یا "سواری کا باپ" کہیں گے۔ اگر ان کے

"اخبار تنظیم" کی نشتر زنی

شیشے کے مکان میں بیٹھکر پتھر پھینکنا

"اخبار تنظیم" نے غالباً یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ سلسلہ احمدیہ کے کمینہ اور انسانیت سے گرے ہوئے دشمنوں میں سے وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ کچھ دنوں سے خواہ مخواہ چھیڑ خانی شروع کر رکھی ہے۔ چنانچہ ۲۷ر اگست کے پرچہ میں اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کے متعلق جو حضور نے حضرت سیٹھ عبدالرحمن اللہ رکھا صاحب مرحوم مدراسی کے اخلاص کے متعلق فرمائے۔ اور ۲۰ر اگست کے الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"قادیانی مسیح کو ماننے والے مسیحیین کے خلیفہ نے جمعہ کا سرمن دیتے ہوئے ایک سیٹھ صاحب کے اخلاص کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ ان کے اخلاص کی یہ حالت تھی کہ اگر انکے اپنے پاس کچھ نہ ہوتا۔ تو بھی وہ حضرت صاحب کو قرض لیکر روپیہ بھیجتے رہتے۔

واعظین عموماً صلحاء کا تذکرہ اس لئے کیا کرتے ہیں کہ سامعین کو بھی اپنے اندر ویسی ہی صفات حمیدہ پیدا کرنے کا شوق دلائیں۔ کیا خلیفۃ المسیحیین (قادیانی مسیح کے پیروان کا خلیفہ) کا مقصد بھی یہی تھا۔ دیکھیں اُمت قادیان میں سے کتنے مریدان با اخلاص نکلتے ہیں۔ جو خلیفہ صاحب کی دعوت هل من مزيد پر لبیک کہتے ہوئے قرض لے لے کر روپیہ بھیجتے ہیں۔ ہم کسی کی نیت پر حملہ کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اگر خلیفہ قادیان کا مقصد و مدعا یہی ہو۔ جو ہم سمجھے ہیں تو "حسن طلب" کی داد دئے بغیر ہمیں چارہ کار نظر نہیں آتا"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کا سب سے بہترین اور اعلےٰ طریق یہی ہے کہ اسے آپ کی خدمت مبارک میں پیش کر دیا جائے۔ اسلئے خواہ تنگی ہو یا فراخی۔ عسر ہو یا یسر انہیں جو کچھ میسر آتا۔ حضور کے قدموں میں لا رکھدیتے۔ ایسے ہی مخلصین میں سے ایک سیٹھ عبدالرحمن صاحب مرحوم مدراسی تھے۔ اور اب بھی جماعت احمدیہ میں ایسے مخلصین کی کمی نہیں۔ چنانچہ پچھلے ہی دنوں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تین ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ چندہ خاص کا مطالبہ فرمایا تو مریدان با اخلاص نے ڈیڑھ لاکھ کے قریب حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پس خدا تعالیٰ کی راہ میں اس طرح خرچ کرنے والوں کے اخلاص اور ایثار میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اور دوسروں کو یہی صفت حسنہ پیدا کرنے کے لئے شوق دلانا کیونکر قابل طنز ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو عوام کو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اپنے عیش و عشرت کے لئے روپیہ حاصل کرتے رہے ہوں جو حصول زر کے لئے نئے نئے طریق ایجاد کرنے میں مصروف رہتے ہوں۔ اور جو زر طلبی میں ناکامی کے ڈر سے اپنی ضمیر اور رائے کے خلاف کمینہ مخالفت پر اُتر آتے ہوں۔ وہ یہ دیکھ کر کہ انکے سوا کسی اور کے ہاتھ میں بھی روپیہ پہنچتا ہے۔ اور انکی جیبوں اور کیسوں کی نسبت بہت زیادہ پہنچتا ہے۔ بیہودہ طعن و تشنیع پر نہ اُتر آئیں تو اور کیا کریں۔ اسقدر تو ان کی آنکھوں میں بینائی نہیں کہ دیکھ سکیں۔ وہ روپیہ کیسے مقدس اغراض میں صرف ہوتا ہے نہ انکی طاقت میں یہ ہے کہ اس روپیہ کی آمد روک دیں۔ اور نہ یہ ان کے بس کی بات ہے کہ ایسے مخلصین پیدا کرلیں۔ جن کے پاس اگر اپنا مال نہ ہو تو ضرورت کے وقت قرض لیکر روپیہ بھیجدیں۔ اس لئے ان کے حصہ میں صرف جلن اور کڑھنا ہی رہ گیا ہے۔ اور اسی سے مجبور ہو کر تنظیم نے بیہودہ سرائی کی ہے۔

میں پوچھتا ہوں۔ اگر خدا کی راہ میں روپیہ خرچ کرنے کی صفت حسنہ پیدا کرنے کی تحریک کرنے اور ایسے مخلصین کا بطور نمونہ ذکر کرنے پر "هل من مزيد" کی پھبتی اُڑائی جا سکتی ہے۔ جو نہایت تنگی اور عسر کی حالت میں بھی قرض لیکر خدمت دین کے لئے دیتے ہوں۔ تو ان کے متعلق کیا کہا جائیگا۔ جو غریب مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ اپنی عیش و عشرت، اور سیر و سیاحت میں خرچ کر چکے ہیں۔ اور اب جبکہ خلافت کے نام سے روپیہ وصول ہونا بند ہو گیا ہے۔ وہ مرکزی خلافت کمیٹی کی صدارت جیسے معزز عہدہ سے دستبردار ہو کر حصول زر کی نئی راہیں بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کے نام سے تجویز کر رہے ہیں۔

"تنظیم" کی نظر سے مولانا محمد علی صاحب کا وہ سلسلہ مضامین تو گذرتا ہی ہو گا۔ جو آل مسلم پارٹیز کانفرنس سے پہلے "کے عنوان سے ہمدرد" میں شائع ہو رہا ہے۔ اسی میں مولانا موصوف "گھر کا بھیدی" ہو کر جس طرح "لنکا" ڈھا رہے ہیں اور عجیب و غریب رازہائے سربستہ منکشف کر رہے ہیں وہ ان سے بھی آگاہ ہو چکا ہو گا۔ اسوقت مجھے اور باتوں کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اس طویل سلسلہ مضمون سے "روپیہ" کے متعلق چند سطور پیش کرتا ہوں۔

مولانا محمد علی صاحب اس مضمون کے نمبرے میں جو ۲۵ر اگست کے ہمدرد میں شائع ہوا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ڈاکٹر کچلو جب اپنے تنظیم کے دورے سے واپس آئے تو وہ مولانا شوکت علی سے اپنے اخراجات سفر ادا کرنے کے لئے کچھ روپے طلب کرتے سُنے گئے تھے۔ پنجاب جو کہ پیشتر بہت دے چکا ہے اب چند ماہ سے چندہ خلافت میں کچھ نہ دیتا تھا۔ بلکہ اگر ہم غلطی پر نہیں تو مرکزی کمیٹی سے پنجاب کے کارکنوں کو دینے کے لئے پنجاب نے کچھ نہ کچھ قرض ہی لیا تھا۔ اور ممکن ہے کہ ہماری یاد کسی قدر غلطی پر ہو۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ تقریباً پانچ سو روپے کا چک جو مولانا شوکت علی نے مرکزی خلافت کمیٹی کے کاموں کے لئے جمع کیا تھا۔ وہ تنظیم کے لئے ڈاکٹر کچلو کو دے گئے۔ یہ ایک بہت بڑی حد تک حلوائی کی دوکان پر دادا جی کی فاتحہ کا مصداق تھا"

پھر اسی مضمون میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"ڈاکٹر کچلو نے پنجاب کے ہندو مد مقابل لالہ لاجپت رائے کی طرح اپنے لئے وقت موجودہ کے عارضی تعریفی نغموں کو تاریخی شہرت دوام پر ترجیح دی ہے۔ یہ سبب ہے کہ ہم اب انہیں میدان خلافت سے کھسکتے دیکھتے ہیں جبکہ خلافت کا کام کرنے سے نہ تو "رفاہ عام" کے لئے روپیہ ملتا ہے۔ اور نہ اپنی ذات کے لئے ہدیہ تحسین"

سطور بالا کی تشریح میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مولانا محمد علی جیسے شاہد کی شہادت بتا رہی ہے کہ ڈاکٹر کچلو صاحب کیوں خلافت کے میدان سے کھسک گئے۔ گویا جب انہیں صرف پانچ سو روپیہ ایک سفر کا خرچ ملنے میں بھی دقت محسوس ہوئی۔ اور ادھر پنجاب نے "چندہ خلافت میں کچھ نہ دیا" تو انہیں نئی چراگاہ کی ضرورت پیش آئی۔

میں ذاتی طور پر جناب ڈاکٹر صاحب کے متعلق کسی قسم کی بدظنی کو اپنے دل میں جگہ نہیں دینا چاہتا۔ لیکن زبان خلق کا کیا علاج ہے۔ اور پھر ایسی صورت میں جبکہ ایک طرف تو مولانا محمد علی صاحب جیسے رازدان راز منکشف کرنے پر تلے ہوں۔ اور دوسری طرف ڈاکٹر صاحب موصوف کی ایڈیٹری میں شائع ہونیوالا اخبار اسقدر للچائی ہوئی نگاہوں سے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے والی جماعت کی طرف دیکھے۔ اور جب اپنے آپ کو بالکل بے بس پائے۔ تو تہذیب و شرافت کو بالائے طاق رکھکر تمسخر اور استہزاء پر اُتر آئے۔

"تنظیم" کو یاد رکھنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایسے "مریدان با اخلاص" ہیں۔ اور کثرت سے ہیں۔"

جو اپنے پاس کچھ نہ ہونے کی صورت میں قرض لے کر روپیہ بھیجنے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور روپیہ تو کیا۔ حضور کے معمولی سے اشارہ پر جانیں پیش کر دینے کے لئے بھی ہمہ تن تیار ہیں۔ مگر کیوں؟ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں۔ آپ کے سوا اور کوئی انسان دنیا میں اس وقت ایسا موجود نہیں۔ جو ہماری جان اور مال کو بہترین صورت میں خرچ کر سکے۔ اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا ایک ایک پیسہ خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ ہوتا ہے۔ کیا مسلمانوں میں کوئی ایک بھی ایسا لیڈر ہے جس کی نسبت ان کا یہ خیال ہو۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو تنظیم کو امام جماعت احمدیہ پر طعن و تشنیع کرنے کی بجائے اپنے لیڈروں کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جن کی فضول خرچیوں اور عیش پرستیوں نے عوام کو اس قدر بدظن کر رکھا ہے۔ کہ اب وہ انہیں ایک پیسہ دینے کے روادار نہیں۔

میں نے عمداً اس مضمون میں ڈاکٹر کچلو صاحب کے متعلق وضاحت کرنے سے اعراض کیا ہے۔ اگر ان کا اخبار اسی روش پر قائم رہا۔ جو اس نے چند دن سے اختیار کر رکھی ہے۔ تو مجھے شیشے کے مکان پر بیٹھ کر دوسروں پر سنگباری کرنے والوں کو قدر عافیت بتانی پڑے گی۔ (شاد)

مباحثہ سیالکوٹ کے متعلق
ایک پادری صاحب کی غلط بیانی
ہزیمت خوردہ فاتح

نور افشاں ۱۴ ر اگست میں سیالکوٹ کے مناظروں میں سے صرف ایک مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے پادری سلطان محمد نے اپنے ہمنوا پادری عبد الحق صاحب کو فاتح قادیان کا لقب دیا ہے۔ اس رپورٹ کے پڑھتے ہی مجھے انجیل کا وہ حوالہ یاد آیا۔ جس میں حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔

"اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ کیا ہم نے تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اس وقت میں ان سے صاف کہدوں گا۔ کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ" متی ۲۲ تا ۲۳

معلوم ہوتا ہے۔ آج کل کے پادریوں کی حالت حضرت مسیح کو کشفی رنگ میں بتلائی گئی تھی۔ کہ وہ اپنے لیکچروں پر خلاف واقع بے جا فخر کریں گے۔ پادری صاحب نے ایسا کیوں کیا۔ صرف اس لئے کہ اگر وہ پادری عبد الحق کے مباحثے کی تعریف کریں گے۔ تو شاید پادری عبد الحق صاحب ان کے مباحثے کی تعریف کر دیں۔ اور من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو کی مثال صادق آئے۔

پادری صاحب! حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے باکی کے ساتھ تہذیب سے گرے ہوئے لہجہ میں چند اعتراض کرنے کا نام اگر فتح ہے۔ تو بے شک آپ کو فتح ہے۔ لیکن اگر خصم کے دلائل توڑنے اور اپنے دلائل کی مضبوطی سے فتح ہوتی ہے۔ تو بتائیے میں نے جو سترہ دلائل قرآن کریم اور بائبل سے پیش کئے تھے۔ جن میں سات دلائل بالخصوص وہ تھے۔ جن کو حضرت مسیح نے خود پیش کیا ہے۔ ان میں سے ایک کو بھی رد کیا گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ایسی غلط بیانی سے کیا حاصل؟

پادری صاحب! ذرا ان واقعات ہی کو بیان کیا ہوتا۔ جو اس مباحثہ سے قبل واقع ہوئے تھے تا پبلک جانتی کہ کیا پادری عبد الحق صاحب فاتح قادیان ہیں۔ یا قادیان کے ادنے غلاموں سے شکست خوردہ۔

کیا وہ شخص جو میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے جان چراتا ہو۔ حالانکہ میں ایک ادنیٰ احمدی ہوں وہ فاتح قادیان کہلا سکتا ہے۔ سنئے۔ میں نے یکم تا سات جون سرگودہا میں پادری صاحب کو مختلف پانچ چیلنج دیئے۔ تین زبانی سینکڑوں کے مجمع میں دو تحریری اشتہاروں کے ذریعہ۔ وہ اشتہار ابھی تک موجود ہیں۔ پھر میں نے خود ہی ان کی خواہش کے مطابق چار مضمون مقرر کر کے پادری صاحب کو اختیار انتخاب دیدیا۔ مگر غیر احمدی مسلمان شاہد ہیں۔ کہ پادری صاحب نے ہر طرح انکار کیا۔ میں نے سوال و جواب کے لئے وقت مانگا۔ نہ دیا۔ تین گھنٹہ مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا نہ مانا۔ پھر ہمارے جلسے میں آنے اور انہیں سوال کرنے کا دو گھنٹہ وقت دینے پر بھی انہیں جرأت نہ ہوئی۔ کیا ایسے شخص کو فاتح قادیان کہنا صحیح ہے۔ پھر بدوملہی میں پہلے دن پندرہ منٹ کی گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہم نے وقت دینے کا سوال تو مقامی پادری سے کیا۔ مگر خود پادری عبد الحق صاحب نے اٹھ کر علی الاعلان کہا۔ کہ آریہ سکھ سنی شیعہ اہلحدیث ہر فرقے سے مناظرہ کر سکتا ہوں۔ مگر مرزائیوں کو ہرگز وقت نہیں دوں گا۔ پھر سیالکوٹ کے مباحثے پر نظر دوڑائی ہوتی۔ پہلے دن کی کارروائی جو پادری عبد الحق صاحب سے سرزد ہوئی [illegible]

کیا وجہ ہے۔ جب شرائط مناظرہ میں طے ہو چکا تھا۔ کہ مسلمانوں کی متحدہ کمیٹی کو مناظر بدلنے کا اختیار ہوگا۔ تو پادری عبد الحق صاحب نے مجھے دیکھ کر انکار شروع کر دیا۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ تک لیت و لعل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ خود کہہ دیا۔ اور کوئی مناظر آئے میں گفتگو کروں گا۔ مگر اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے طیار نہیں ہوں۔ آخر جب پبلک پر برا اثر پڑا۔ تو چار و ناچار پبلک سے رائے لی۔ پبلک جانتی تھی کہ آپ میرے مقابل پر آنے سے ہچکچاتے ہیں۔ فوراً پبلک میرے ساتھ ہو گئی۔ ابھی اختتام وقت میں پچیس منٹ رہتے تھے کہ بوریہ بستر لپیٹ کر چلدیئے۔ کیا یہی فاتحانہ انداز ہے۔ اگر ایسی بین ہزیمت کا نام فتح ہے۔ تو شائد آپ بھی چند دن بعد فاتح قادیان ہونے کا دعویٰ کریں۔ کیونکہ اگلے دن جب مولوی صدر دین صاحب لاہوری کی جگہ میں نے آپ کی خدمت قبول کی۔ تو میری دس منٹ کی پہلی تقریر بھی بالتمام آپ نہ سن سکے اور تاب مقابلہ نہ لا کر میدان مناظرہ سے چلدیئے تھے۔ پھر تیسری بار جب مولوی محمد شاہ صاحب مناظر اہلسنت شہر سیالکوٹ ایک ضروری کام کی وجہ سے مناظرہ کے لئے نہ آسکے۔ تو پبلک کی رضامندی اور خود مناظر کے ایماء سے میں مقابل پر آیا۔ تو آپ لوگوں نے یہ تو منظور کر لیا۔ کہ اپنا بشارتی جلسہ نہ ہو۔ اور وہاں سے جائیں مگر میرے مقابل پر آنا پادری عبد الحق کو گوارا نہ ہوا۔ کیا یہ فتح کی علامت ہے۔ پھر کیا وجہ تھی۔ کہ پروگرام کی رو سے جب نمبر وار لیکچروں کا اعلان تھا۔ تو صرف ۴ لیکچروں پر اکتفا کرتے ہوئے سیالکوٹ سے رفوچکر ہوئے۔ کیا فاتحین کا یہی کام ہوتا ہے۔ پادری صاحب۔ کیا آپ نے یہ باتیں پولوس رسول سے سیکھی ہیں۔ جنہوں نے کبھی اپنے آپ کو یہودی الاصل کہا اور کبھی حاکم کے خوف سے رومی کہدیا۔ یا پطرس سے جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کیا۔ اور لعنت ڈالی۔ کیا یہی تعلیم ہے۔ جس پر آپ کو ناز ہے؟

خاکسار غلام احمد مولوی فاضل

محمد سعید بی اے مرحوم کے مختصر حالات زندگی

ایک ایسے انسان کی موت پر جو اپنی عمر کا بہت سا حصہ گذار کر فوت ہو اتنا رنج و افسوس نہیں ہوتا۔ جتنا ایک ایسے انسان کی موت پر جو ابھی نوجوان ہو۔ اور نہ صرف نوجوان ہی ہو۔ بلکہ ایک لائق اور ہونہار انسان ہو۔ اور ماں باپ کا اکلوتا بیٹا بھی ہو۔

برادرم محمد سعید ولد مرزا امیر اکبر صاحب ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے اور ۸ رجولائی ۱۹۲۵ء کو بعمر تخمیناً ۲۳ سال

بعارضہ نمونیا اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے گورنمنٹ ہائی سکول مردان میں حاصل کی تھی۔ وہاں سے انٹرنس پاس کر کے مشن کالج پشاور میں داخل ہوئے۔ جہاں تک تمام طلباء سے ان کے دوستانہ تعلقات رہے۔ طلباء ان کے شیدائی بن گئے۔ ان کی قابلیت اور ہر دلعزیزی کی وجہ سے پرنسپل کالج نے ان کو کالج کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کر دیا۔ اور "بزم ادب" نے ان کو اپنا سیکرٹری منتخب کیا۔

مرحوم اوّل درجہ کے خلیق۔ مہمان نواز۔ تمام مخلوق خدا سے عموماً اور خویش و اقارب سے خصوصاً بڑی ہمدردی رکھنے والے تھے۔ ان کی طبیعت میں خاکساری اور انکساری حد سے زیادہ تھی۔ مرحوم کو یہ فخر حاصل تھا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے آپ کا نام محمد سعید رکھا تھا۔ حالات اور اخلاق نے ثابت کر دیا۔ کہ واقعی وہ سعید تھے۔

مرحوم مشن کالج پشاور سے بی۔ اے کا امتحان پاس کر کے علی گڈھ کالج میں ایل۔ ایل۔ بی اور ایم۔ اے کا امتحان دینے چلے گئے۔ اور ایل ایل بی کا پہلا امتحان دینے کے بعد جب وطن آئے۔ تو چند یوم کے بعد نمونیا میں مبتلا ہو گئے اور بارہ یوم کے بعد فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہ صرف دنیاوی دنگ میں سرعت سے ترقی کر رہا تھا۔ بلکہ دینی امور میں بھی قابل قدر ہستی تھی۔ اخبار فاروق میں ان کی فارسی کی بہت سی نظمیں شائع ہو چکی ہیں۔ جو مختلف موضوعوں پر انہوں نے لکھیں ہیں۔

مرحوم کو خاندان مسیح موعود و خلافت سے حد درجہ کی محبت تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اس قدر عاشق تھا۔ کہ جب حضور ولایت سے واپس تشریف لائے۔ تو مرحوم دہلی جا کر دو یوم کے انتظار کے بعد حضور سے ملا۔ مرحوم کا ارادہ تھا۔ کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دار الامان میں مفت تعلیم دینی جائے۔ اور اس کے بعد براہین احمدیہ کا انگریزی ترجمہ کرے۔

مرحوم کے والد مرزا امیر اکبر صاحب بہت قابل تحسین انسان ہیں۔ جنہوں نے مرحوم کی پیدائش سے لے کر وفات تک اچھے طور سے نگرانی کی۔ اور ان کی تعلیم و تربیت میں بہت ہمت سے خرچ کرتے اور کرنا چاہتے تھے۔ آخر میں جملہ احباب سے استدعا ہے۔ کہ مرحوم کے حق میں مغفرت اور پسماندگان کے واسطے صبر و استقامت کی دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد الطاف احمدی۔ باشندہ ہوتی

وفود تبلیغ کا تبدیل شدہ پروگرام

(۱)

بعض وجوہات سے وفود تبلیغ کے پروگرام میں مجبوراً بعض تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ لہذا تبدیل شدہ پروگرام حسب ذیل ہے:۔

وفد نمبر (۱)

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی و مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل

نام مقام	تاریخ مقررہ
(۱) چھگواڑہ	۸ ستمبر
(۲) بنگہ	۹ و ۱۰ 〃
(۳) دیوبند	۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ 〃
(۴) بریلی	۱۵ و ۱۶ 〃
(۵) شاہجہان پور	۱۷ و ۱۸ 〃
(۶) لکھنؤ	۱۹ و ۲۰ و ۲۱ 〃
(۷) پٹنہ	۲۲ و ۲۳ 〃
(۸) برہمن بڑیہ	۲۴ تا ۲۹ 〃
(۹) چٹاگانگ	۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر
(۱۰) کلکتہ	۲ تا ۷ 〃
(۱۱) کیرنگ	۸ و ۹ 〃
(۱۲) کٹک	۱۰ و ۱۱ 〃
(۱۳) مونگھیرہ	۱۲ تا ۱۵ 〃
(۱۴) بھاگلپور	۱۶ و ۱۷ 〃
(۱۵) منگھیر	۱۸ و ۱۹ و ۲۰ 〃
(۱۶) کانپور	۲۱ و ۲۲ و ۲۳ 〃
(۱۷) اٹاوہ	۲۴ و ۲۵ 〃
(۱۸) مین پوری	۲۶ و ۲۷ 〃
(۱۹) پانی پت	۲۸ و ۲۹ و ۳۰ 〃
(۲۰) انبالہ	۳۱ و یکم نومبر
(۲۱) لدھیانہ	۲ و ۳ و ۴ 〃
(۲۲) جالندھر	۵ و ۶ 〃

واپس دار الامان ۷ر نومبر انشاء اللہ

وفد نمبر (۲)

مولانا حافظ روشن علی صاحب و مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل

نام مقام	تاریخ مقررہ
(۱) امرتسر	۸ و ۹ ستمبر
(۲) قصور	۱۰ و ۱۱ 〃
(۳) فیروزپور	۱۲ و ۱۳ ستمبر
(۴) بھٹنڈہ	۱۴ و ۱۵ 〃
(۵) پٹیالہ و سنور	۱۶ و ۱۷ و ۱۸ 〃
(۶) سامانہ	۱۹ و ۲۰ 〃
(۷) جیند	۲۱ و ۲۲ 〃
(۸) متھرا۔ آگرہ	۲۳ و ۲۴ و ۲۵ 〃
(۹) بھوپال	۲۶ و ۲۷ و ۲۸ 〃
(۱۰) حیدرآباد دکن	۲۹ ستمبر تا ۶ اکتوبر
(۱۱) یادگیر	۷ و ۸ 〃
(۱۲) مدراس	۹ تا ۱۳ 〃
(۱۳) بنگلور	۱۴ و ۱۵ 〃
(۱۴) میسور	۱۶ تا ۱۹ 〃
(۱۵) کالی کٹ	۲۰ و ۲۱ و ۲۲ 〃
(۱۶) کنانور	۲۳ و ۲۴ و ۲۵ 〃
(۱۷) گرگہ	۲۶ تا ۳۰ 〃
(۱۸) بمبئی	۳۱ اکتوبر تا ۲ نومبر
(۱۹) اجمیر	۵ و ۶ 〃
(۲۰) جے پور	۶ و ۷ 〃

۸ر نومبر روانگی قادیان

وفد نمبر (۳)

اس کے پروگرام میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی

وفد نمبر (۴)

مولوی غلام احمد صاحب و حافظ جمال احمد صاحب

اس پروگرام میں صرف اس قدر تبدیلی کی گئی ہے۔ کہ لاہور کی جگہ ۸ و ۹ ستمبر بٹالہ رکھدیا گیا۔ اور باقی پروگرام بدستور ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

ختم نبوت پر انعامی مضمون

امرتسر کے رسالہ بلاغ نے مسئلہ ختم نبوت پر انعامی مضمون لکھنے کا اعلان کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ اگر ختم نبوت کے تردیدی دلائل زبردست اور مسکت ہونگے۔ تو انہی کو درجہ قبولیت دیا جائیگا۔ انعام ایک اشرفی رکھا گیا ہے۔ فیصلہ ایک سب کمیٹی کریگی جس مضمون کو وہ انعام سمجھا جائیگا۔ اس کے علاوہ دوسرے معقول مضامین بھی درج رسالہ کئے جائینگے۔ دلائل نقلی اور عقلی صرف قرآن کریم سے دیئے جائیں۔

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبری 1006/S/CA/2

یہ نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مرسلہ لوہے کے ٹکڑے وزنی ۲۲۳ من ۳۳ سیر جو کہ سکھر سے بٹالہ تک مطابق بلٹی نمبر ۲۴۴۴/۹۶ /۵ مورخہ ۲۶ منجانب سیٹھ ودیامل سیر دل بنام میسرز سرداری لال رام لبھایا لوہا منڈی امرت سر بھیجے گئے تھے۔ اگر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء سے پہلے پہلے ریلوے کی عمارت سے نہ اٹھائے گئے۔ اور تمام واجب الادا مطالبات ادا نہ کئے گئے۔ تو یہ مال بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائیگا اور زر آمد انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی دفعات ۵۵ و ۵۶ کے مطابق صرف کیا جائے گا۔

دستخط جے۔ ایچ چیز
برائے ایجنٹ
ہیڈ کوارٹرز آفس
ڈی۔ ایم
لاہور مورخہ ۲۲ ۸/۲۵

سرمہ منظور نظر

کے متعلق ہمیں کچھ خود کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اپنے اسم بامسمےٰ ہونے کا ثبوت خود آپ کو دے گا۔ جو کہ دکھتی آنکھ پھول دھند۔ جالا۔ سفیدی چشم۔ گکرے نئے ہوں یا پرانے۔ ضعف بصر خارش۔ آنکھوں سے پانی آنا وغیرہ میں خدا کے فضل سے اکسیر ہے۔ ایک دفعہ ضرور منگا کر تجربہ کرو۔ قیمت زنانہ عام کے لئے بالکل واجبی فی تولہ اڑہائی روپے محصول ڈاک۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

رشتوں کی ضرورت

(۱) ایک احمدی لڑکے کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ جس کی عمر ۲۰ سال کے قریب ہے۔ اور کاروباری آدمی ہے۔

(۲) ایک لڑکی جس کی عمر ۱۵ یا ۱۶ سال کی ہے اور کاروبار خانگی سے خوب واقف ہے۔ سینا پرونا بھی جانتی ہے۔ جس کے لئے مخلص احمدی لڑکے کی ضرورت ہے۔ ملازم ہو یا کاروباری۔ مگر آمدنی معقول ہو۔ ہر دو کے باپ دادا مخلص احمدی ہوں۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ ہمراہ بھیجیں۔ خط و کتابت بنام ملک برکت علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ گجرات پنجاب کریں۔

ضرورت تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ایک تجربہ کار خنتی نارمل پاس استاد کی ضرورت ہے۔ جو چھوٹے بچوں کو پیار محبت سے پڑھانے میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ ابتدائی تنخواہ ۲۵ ہوگی۔ جو جو دہ گریڈ ۲۵ سے ۵۰ تک ہے۔

اہل علم کے لئے بے بہا خزانہ

محبوب الفقہ ۱۰۲ ابواب پر منقسم یہ کتاب ہے۔ دینی مسائل اور شرعی احکامات کا ایک بے بہا گنجینہ ہے قیمت ۱۲ ر۔

رکن دین روزمرہ ہر مسلمان کو پیش آنے والے روزہ۔ نماز غسل۔ وضو۔ تیمم۔ حیض و نفاس۔ حج۔ زکوٰۃ تجہیز و تکفین وغیرہ وغیرہ کے متعلق وہ دینی مسائل جن کی تعلیم کے بغیر آپ مکمل مسلمان نہیں کہلا سکتے اپنی عام مقبولیت کے باعث اب تک ۸۰ ہزار فروخت ہو چکی ہے۔ سائز بڑا سفید ولایتی کاغذ حجم ۲۲۸ صفحات۔ قیمت عہ۔

تذکرۃ السلوک تصوف کی تعریف علم سلوک اور سالک کے معاملہ۔ صاحبدلوں کے حالات۔ .... ولایت انبیاء و اولیاء میں فرق انسان کی پیدائش سے کیا مقصود ہے۔ صوفیا کی ریاضت کے طریقے۔ حضرت منصور کے حالات۔ روح کی غذا۔ روح کی صحت روح کے امراض وغیرہ کا ذکر۔ کرامت کی قسمیں۔ کرامت کا ثبوت قرآن و حدیث سے علم غیب۔ قرب الٰہی۔ صفات الٰہی۔ مراتب توحید اسم اعظم۔ جبر و تقدیر۔ عصمت انبیاء وغیرہ وغیرہ بے شمار اسرار و نکات سے لبریز حجم ۔۔ صفحات کلاں۔ قیمت عہ۔

احسن الاذکار پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کرامات و سوانح حیات وغیرہ قیمت صرف ۱۲ ر۔

مذہب اور تلوار ۹ ر۔ دیار حبیب ۱۲ ر۔ علاج الغربا ۱۲ ر

مینجر ظفر بک ایجنسی بجنور۔ یو۔ پی

الخطبہ

ایک مغل احمدی بھائی افسر محکمہ تعلیم لاہور عمر ۳۵ سال تنخواہ ۱۲۰ روپے ماہوار کو عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ لڑکی تعلیم یافتہ اور سلیقہ شعار ہو۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ صرف دو بچے بعمر ۱۲ اور ۱۶ سال باقی ہیں مغل کو ترجیح دیجائیگی۔ ورنہ کوئی ذات ہو۔ مرزا قدرت اللہ احمدی ولد میاں ہدایت اللہ احمدی کوچہ چابک سواراں لاہور

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو عمدہ استعمال شدہ سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرما دیں قیمت سوا روپے ۔ ۱۲ پالش شدہ ۔

مینجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

[illegible]

[illegible]

المشتہر عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

رشتہ کی ضرورت

ایک بالغ جوان قرآن شریف و اردو پڑھی لکھی امور خانہ داری سے واقف احمدی لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ برسر روزگار مخلص نوجوان مبایع احمدی ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منشی اللہ دتا صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دفتر ڈپٹی کلکٹر بہادر انہار حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

ممالک غیر کی خبریں

—— بیت المقدس کا ۲۲ر اگست کا تار مظہر ہے۔ کہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ نجدیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا ہے۔ گولہ باری دو روز قبل سے شروع ہوئی تھی۔ جس سے بڑی تباہی عمل میں آئی۔ مسجد نبوی کے گنبد کو جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روضہ ہے۔ نقصان پہنچا۔ اور عم رسول حضرت حمزہ کی مسجد گر گئی ؛

—— صوفیہ (بلغاریہ) کے جیل خانہ میں دو سابق وزراء مقتول اور سوختہ پائے گئے۔ ان کا قتل سیاسی عداوت کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ اس قتل کے علاوہ بلغاریہ کے متعدد مقامات پر فسادات اور قتل و غارت کے واقعات وقوع پذیر ہو رہے ہیں

—— بلجیم کے علاقہ جنوبی افریقہ کے ایک مذہبی پادری نے ضلع مکانیہ میں اپنے پیروؤں کی مدد سے لوگوں کو جبراً عیسائی بنانا شروع کر دیا۔ اور صرف ایک گاؤں کے پچاس دیسیوں کو اسلئے ذبح کر دیا۔ کہ وہ عیسائی بننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ حکومت نے فوج اس کو گرفتار کرنے کو بھیج دی ہے ؛

—— شہر نیویارک (امریکہ) کی ایک حال کی نمائش میں ایک کتاب جس کا وزن ۔۔۵ پونڈ یعنی ۶ من ہے۔ دکھائی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے وزنی کتاب ہے۔ اس کا ورق بجائے ہاتھ کے برقی طاقت سے الٹا جاتا ہے۔

—— ترکی وفد جو موصل کا فیصلہ کرنے کے لئے اقوام کی لیگ میں شامل ہونے کے لئے جنیوا گیا تھا۔ واپس چلا گیا ہے

—— مسٹر فیض الرحمٰن ایک ہندوستانی مصور کی بنائی ہوئی دو تصویریں وزیر ہند نے انڈیا آفس کے لئے خریدیں ؛

—— سرلی سٹیک کے سات قاتلوں کو تاریخ ۲۳ر اگست قاہرہ کے جیل کے اندر پھانسی دے دی گئی۔ موقع پر صرف افسر اور اخبارات کے نمائندے تھے۔ جیل کے باہر ایک خموش ہجوم تھا۔ اکثر مجرمین خموشی کے ساتھ پھانسی پر لٹک گئے۔ ان میں سے ایک قرآن کی آیات پڑھ رہا تھا۔ ایک نے زندہ باد زاغلول کا نعرہ لگایا۔ ایک نے شور مچایا اور ہاتھ پاؤں مارے۔ لاشیں لواحقین کو دے دی گئیں ؛

—— راشد پاشا وزیر مختار دولت مصریہ ایک جماعت کے ساتھ جس میں محمد فہمی بک اور عبد العظیم عفت بک بھی شامل ہیں۔ مصر و ایران کے درمیان روابط محبت و دوستی کو استوار کرنے کے لئے ایران آئے۔ جن کا استقبال نہایت شان کے ساتھ کیا گیا ؛

—— ترکستان میں ملک کے خلاف سازشیں کرنے والوں میں

تمسکات پنجاب ۱۹۳۷ء

حکومت پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟

اس لئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے ؛

کتنا قرضہ اور کس لئے؟

ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائیگا۔ جو فائدہ بخش ہونگی ؛

قرضہ کیلئے ضمانت کیا ہوگی؟

حکومت پنجاب کا کل مالیہ

شرح سود کیا ہے؟

۵¾ فی صدی

مجھے روپیہ کب واپس ملے گا؟

بارہ سال کے عرصہ میں۔ لیکن اگر آپ وادئے ستلج کی نہر پر اراضی خریدیں گے۔ تو اس کی قیمت کی پوری ادائیگی یا اس کے جزوی ادائیگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لئے جائیں گے ؛

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟

بڑے سرکاری خزانہ یا اس کے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک پنجاب کی کسی شاخ کے پاس جائیے ؛

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کسطرح کرنی چاہیئے؟

وہاں سے جو فارم آپ کو ملے گا۔ وہ آپ پُر کر کے روپیہ ادا کر دیں ؛

مجھے سود کب سے ملیگا؟

جس تاریخ کو آپ روپیہ ادا کریں گے اسی تاریخ سے

مجھے سود کس طریقہ سے وصول ہوگا؟

۱۵ر اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائے گا۔ جس وقت آپ روپیہ داخل کریں گے۔ اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کرے گا۔ جس کے متعلق آپ لکھیں گے۔ کہ اس کے ذریعہ ہوا کرے ؛

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟

۱۲ر ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائے گا قرضہ لینا بند کر دیا جائے گا۔

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟

(الف) کیونکہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے۔ (ب) کیونکہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) کیونکہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے۔ تو ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے

المشتہر مائیلز ارونگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔ صیغہ مالیات

سے متعدد آدمیوں کی گرفتاریاں استانبول۔ بروسہ اور بیغا میں ہوئی ہیں۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سے بعض نامی گرامی عمال حکومت اور ممبران مجلس بھی ہیں۔ ان سب گرفتار شدہ اشخاص کو محکمہ "استقلال" انقرہ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

—— ترکی پولیس کے ملازمین کے لئے نئی ٹوپیاں خریدنے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ انگریزی یا اطالوی پولیس کی ٹوپیوں میں سے ایک نمونہ پسند کیا جائے گا۔ اور موجودہ ترکی ٹوپیاں بدل دی جائیں گی ؛

—— طہران ۲۳ اگست۔ شہزادہ نصرت الدولہ وزیر انصاف اور چارن دولہ وزیر داخلیہ کے وزیر اعظم کے ڈنڈ ڈوس کرانے پر جمہوریت پسند لیڈر سلیمان مرزا نے ان کی مخالفت شروع کر دی۔ اس نے کہا۔ شاہزادہ نصرت الدولہ نے کانسٹی ٹیوشن کے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا تھا۔ اس پر شور برپا ہو گیا۔ صاحب صدر کو جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔ اس پر سوشلسٹ پارٹی اور گورنمنٹ پارٹی کے مابین لڑائی شروع ہو گئی۔ لیکن دوسرے ممبروں نے اس لڑائی کو رفع کر دیا۔

ہندوستان کی خبریں

—— بمبئی کے بعض سرکردہ مسلمانوں کو جدہ سے تار ملا ہے جس میں نجدیوں کی مدینہ پر گولہ باری اور روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ و الہ وسلم و مسجد حضرت حمزہ کو نقصان پہنچنے کی تصدیق کی گئی ہے۔ اس پر سلطان ابن سعود کے متعلق اظہار نفرت کے لئے ایک جلوس مرتب کیا گیا۔ جو بازاروں میں گشت لگاتا رہا بلدیہ بمبئی نے اپنا اجلاس اس لئے ملتوی کر دیا۔ کہ مسلمان ارکان نے کہا مدینہ پر گولہ باری سے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور آج کا دن ہمارے لئے یوم ماتم ہے

—— حجازی وفد تنظیم ہند کے امیر نے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ مدینہ پر گولہ باری سے جن نقصانات کی خبر پہنچی ہے۔ انکی تصدیق ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہابیوں کو اس دست درازی کی سزا یہ ملی ہے۔ کہ اس حملہ میں سخت شکست ہوئی۔ اور وہ مدینہ سے ۳۰ میل پیچھے تک پسپا ہو گئے ہیں۔

—— مدینہ پر گولہ باری کے متعلق مولوی عبد الباری فرنگی محلی نے بھی ناراضگی کا اعلان کیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کے خلاف اظہار نفرت کی تحریک کی ہے ؛

—— ۲۴ اگست مسٹر پٹیل نے اسمبلی کی صدارت کا چارج لے لیا۔ حلف وفاداری کے بعد سابق صدر نے مسٹر موصوف کے نام وائسرائے کا پیغام پڑھا۔ اور فرائض صدارت کے متعلق خود بھی مختصر سی تقریر کی۔ جس میں امید ظاہر کی۔ کہ آپ حکومت سے انتہائی موالات کریں گے۔ مسٹر پٹیل نے جوابی تقریر میں اپنی مشکلات کا ذکر کیا۔ بعض سرکردہ ممبروں نے سابق صدر کی خدمات اور اعلیٰ اخلاق کا اعتراف کیا۔ جس کا صدر موصوف نے شکریہ ادا کیا۔ اور اختتام تقریر پر اراکین اسمبلی سے فرداً فرداً مصافحہ کیا۔ اس کے بعد دونوں صدر تبدیل لباس کے لئے چلے گئے۔ واپس آنے پر سابق صدر اپنے معمولی لباس میں مسٹر پٹیل کی جگہ بیٹھ گئے۔ اور کھدر پوش پٹیل نے ریشمی ٹوپی اور جبہ میں صدر کی جگہ لی۔ اس وقت تمام جماعتوں کے لیڈروں نے جدید صدر کو مبارکباد کہی۔ اسی سلسلہ میں ایک غیر سرکاری یورپین ممبر نے تقریر کرتے ہوئے سوراج پارٹی کے لیڈر پنڈت موتی لال نہرو کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ سوراج پارٹی کی آج کونسل میں شکست کا آغاز ہو گیا۔ جب کہ مسٹر پٹیل نے عہدہ صدارت قبول کر لیا ہے۔ نیز سوراج پارٹی کے غم اور مسٹر پٹیل کی مسرت کا موازنہ کرتے ہوئے بزبان اردو کہا "کسی کا گھر جلے اور کوئی سینکے آگ"!

—— اخیر میں مسٹر پٹیل نے کہا۔ بلا شبہ آج میں سوراج پارٹی سے چھن گیا ہوں۔ لیکن میں اسی طرح ملک اور قوم کا خیر اندیش ہوں گا۔ جس طرح آج سے پیشتر تھا۔ آپ نے بالآخر یقین دلایا کہ ادائگی فرض کے لئے دن میں دس مرتبہ بھی وائسرائے سے ملاقات کرنی پڑے گی۔ تو مجھے اس میں تامل نہ ہوگا ؛

—— گاندھی جی نے مسٹر پٹیل کو صدر منتخب ہونے پر مبارکباد کا تار بھیجا ہے۔ (ترک موالات کدھر گیا)

—— لاہور میونسپل کمیٹی کے سابق سکرٹری مسٹر داہ پانی پٹ کے مقدمات کے لئے سپیشل مجسٹریٹ مقرر کئے گئے ہیں ؛

—— ریاست حیدر آباد کے بعض اضلاع میں پلیگ شروع ہو گئی ہے ؛

—— پشاور کی خبر ہے۔ کہ محسود اور وزیر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہر دو فریق لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اور رات کے وقت خوفناک سلسلہ آتش باری جاری رہتا ہے۔

—— سر فریڈرک وائٹ سابق صدر اسمبلی نے شکاگو یونیورسٹی کی اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ کہ آپ آئندہ سال ماہ جولائی میں شکاگو پہنچ کر ہندوستان کے متعلق تقریریں کریں ؛

—— شیخ السنوسی نے مولانا محمد علی و شوکت علی کے نام ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں اہل طرابلس کے لئے مالی امداد کی درخواست کی ہے ؛

—— کلکتہ کی خلافت کمیٹی نے پولیس کا اس لئے شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے ایام محرم میں خاطر خواہ انتظام کیا۔ کہاں ہیں خلافت والنٹیر جو اپنی فوجی یونی فارم پہن کر تبلیغ لگائے پولیس کی بجائے جلوس وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے۔ کہ خلافت کمیٹی کو اس پولیس کی شکر گذاری کرنی پڑی۔ جس کی ملازمت اس کے نزدیک حرام اور قطعاً حرام ہے ؛

—— آج کل لاہور کی ایک عدالت میں تین پیروں کے خلاف قتل کا مقدمہ چل رہا ہے۔ استغاثہ کا بیان یہ ہے۔ ایک پیر صاحب کے پاس ایک عورت رہتی تھی۔ جسے مقتول اغوا کر کے لے گیا۔ اس پیر صاحب نے تین آدمیوں کی امداد سے اغوا کنندہ کو قتل کر دیا۔ اقبالی گواہ نے بیان کیا۔ کہ جس عورت کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس سے پیر صاحب کا ناجائز تعلق تھا۔ ہم نے کئی بار شادی کرنے کے لئے کہا۔ مگر نہ مانتے تھے ملزمان عدالت میں سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں تسبیح لئے کھڑے تھے ؛

—— کلکتہ میں ۲۴ اگست ہندو مسلمانوں میں مسجد کے پاس باجا بجانے کی وجہ سے فساد ہو گیا۔ ایک آدمی مارا گیا۔ اور بہت سے زخمی ہوئے۔

—— مولوی ظفر علی خاں صاحب پر مسجد اہل قرآن میں نقص امن کا جو مقدمہ دائر ہے۔ اس میں ۲۲ اگست گواہان صفائی کے بیانات ہوئے۔ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ایک شخص "مولا بخش احمدی" کی بھی صفائی میں شہادت دلائی گئی ہے۔

—— مدینہ منورہ پر گولہ باری کے خلاف لکھنؤ میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں اتنا بڑا مجمع تھا۔ کہ گذشتہ دس سال میں اتنا نہیں دیکھا گیا۔ علماء کے علاوہ تعلقہ دار۔ امراء۔ قانون پیشہ۔ تجارت پیشہ۔ غرض ہر طبقہ کے سر برآوردہ اصحاب موجود تھے۔ مولوی صاحبان کرسیوں پر اور باقی سب لوگ فرش پر بیٹھے تھے۔ مولوی عبد الباری صاحب کی ایک تحریر پڑھی گئی۔ جس میں انہوں نے کہا۔ اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے نجدیوں کے خلاف اظہار نفرت و غصہ کے ریزولیوشن پاس کئے گئے ؛

—— ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ کہ وائسرائے ہند کے سفر یورپ پر ۴۶ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے ؛

—— ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے ۲۷ اگست پانی پت میں اس جگہ کا معائنہ فرمایا۔ جہاں تازہ فسادات ہوئے تھے۔ آپ نے ان راستوں کو بھی دیکھا۔ جدھر سے تعزیہ کا جلوس نکلا۔ آپ نے شہر کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے ڈیپوٹیشنز سے گفتگو کی۔ آپ نے ہندوؤں کے وفد کو تقریباً تین گھنٹے دیئے۔

—— بنگالی اخبار وشومتر لکھتا ہے۔ ایک بنگالی برہمن نے ایک بی۔ اے پاس مسلمان لڑکی سے شادی کی ہے ؛